(حصہ دوم)

آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ سیّد محمد فاروق القادری اسے جاہلانہ اقدام قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اہلسنت وجماعت کو بریلوی کہنا کسی طرح درست نہیں، (فاضلِ بریلی اور امورِ بدعت، ص:69)''۔ سیالکوٹ کے معروف شیخ الحدیث حافظ محمد عالم صاحب اسے مخالفین کی سازش قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بریلوی ہمارا مسلک نہیں ہے''۔ نیز لکھتے ہیں: ''اگر لوگ ہمیں بریلوی کہہ دیتے ہیں تو ہمیں خود کو بریلویت کے تنگ حصار میں بند نہیں کرنا چاہیے، یہ ہمارے خلاف ایک سازش ہے کہ ہم اجماع امت کے مسلک حق اہلسنّت کی وسیع شناخت کھو کر بریلویت کا لیبل لگائیں اور بقیہ فرقہ وارانہ جماعتیں خود کو اہلسنت کہلوائیں، (ماہنامہ العلماء، ص:52، لاہور، دسمبر/جنوری)۔ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری لکھتے ہیں: ''دشمنوں نے (اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم مسلک علما کو) اہل سنت سے الگ کرنے کے لیے فرقہ بریلویہ مشہور کر دیا، (امام احمد رضا کاملین کی نظر میں، ص:29)''، مفتی غلام فرید ہزاروی لکھتے ہیں: ''وہابی دیوبندی اس دور میں یہ پروپگنڈا زور شور سے کر رہے ہیں کہ بریلوی کہلانے والے اب پیدا ہوئے ہیں، (النجدیت بجواب بریلویت، ص:50-49)''۔

علامہ سعید احمد اسعد لکھتے ہیں: ''مولانا احمد رضا خان بریلوی کی تابناک مساعی سے گھبرا کر مخالفین نے اعلیٰ حضرت اور ان کے مریدین، متوسلین اور شاگردوں کو بدنام کرنے کے لیے کہیں ''رضا خانی فرقہ'' اور کہیں ''بریلوی فرقہ'' کے نام کو اچھالا، اس کا مقصد بے علم حضرات کو یہ تاثر دینا مقصود تھا کہ یہ نیا فرقہ ہے، (وہابیت و بریلویت بجواب بریلویت، ص:46-45)''۔ علامہ محمد اشرف القادری (گجرات) لکھتے ہیں: ''میں تو عرصہ دراز سے اپنے احباب کو عرض کرتا رہا ہوں کہ بریلوی نہ کہلوایا کرو، ٹھیک ہے فاضل بریلوی ہمارے بہت بڑے عالم اور ہمارے امام ہیں، بریلوی تو ہم تب کہلائیں جب انھوں نے نیا عقیدہ ایجاد کیا ہو اور ہم اس عقیدے میں ان کی پیروی کرتے ہوں، انھوں نے تو کوئی عقیدہ ایجاد ہی نہیں کیا، انھوں نے تو اسی اہلسنت و جماعت کے پرانے مذہب پر پہرا دیا اور اس پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیتے ہوئے مخالفین کا رد کیا ہے، ہمارے لوگ بریلوی بن گئے، بریلوی کہلوانا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ بریلوی کہلوانے سے زیادہ فرق محسوس ہوتا ہے اور اس سے تقویت ملتی ہے، چنانچہ اہل سنت و جماعت کا میدان خالی دیکھ کر دوسروں نے اسے اپنا لیا''، علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

''جو عقائد اور اصول تمام انبیاء میں مشترک ہیں، مثلاً: توحید، رسالت، قیامت، جزا و سزا، اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس

کے شکر کا واجب ہونا، قتل اور زنا کا حرام ہونا، اِن کا نام دین ہے، ہر نبی نے اپنے زمانے کے مخصوص حالات کے اعتبار سے عبادات اور نظامِ حیات کے جو مخصوص احکام بتائے، وہ شریعت ہے اور اُن کو مدوّن و منضبط کرنا ملّت ہے، امام اور مجتہد نے کتاب و سنّت سے جو احکام مستنبط کیے، اُن کا نام مذہب ہے، مشائخِ طریقت نے جو اورادو وظائف کے مخصوص طریقے بتائے، ان کا نام مَسلک و مَشرب ہے، کسی مخصوص درسگاہ کے نظریات کا نام مکتبِ فکر ہے، مثلاً: کہا جاسکتا ہے: ''ہم دین کے اعتبار سے مسلمان، شریعت کے اعتبار سے محمدی، مذہب کے اعتبار سے ماتریدی حنفی، مسلک و مشرب کے اعتبار سے قادری اور مکتبِ فکر کے لحاظ سے بریلوی ہیں، (تبیان القرآن، ج:1،ص:184)''۔

بعض حضرات نے علامہ سعیدی کی مندرجہ بالا عبارت پیش کر کے بتایا کہ وہ ''بریلوی مکتبِ فکر'' کو تسلیم کرتے ہیں، ہمیں تسلیم ہے، یہ اس خطے کا عُرف بن چکا ہے، لیکن اب دنیا ایک ''عالمی گاؤں'' میں تبدیل ہوچکی ہے، جس طرح مسلک کے اعتبار سے ہمارے خطے کے چند امتیازات ہیں، اسی طرح کے امتیازات دنیا کے اور خطوں میں بھی ہیں، لیکن ہماری خواہش ہے کہ ہم اپنے مسلک کو عالمی سطح پر ''اھل السنۃ والجماعۃ'' کے عنوان سے متعارف کرائیں، اس طرح ہم امت کا جزوِ لاینفک قرار پائیں گے اور ہمارے لیے عالمی سطح پر قبولیت کی زیادہ گنجائش پیدا ہوگی۔ بھارت میں ہندو متعصب تنظیموں نے مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ وہ امت کے تصور سے دستبردار ہوجائیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا دشمن بھی یہ سمجھتا ہے کہ عالمی سطح پر امت کا حصہ بننا، امت کے درد کو اپنا درد اور اُس کے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنا ایک دوسرے کے لیے تقویت کا باعث ہے، سو موجودہ عالمی تناظر میں ہمیں اس پر پیش رفت کرنی چاہیے۔

اھل السنۃ والجماعہ اسلام کی ایسی تعبیر ہے جو توسّط واعتدال اور توازن پر مبنی ہے، یہ غلوّ اور اِفراط وتفریط سے پاک ہے، اسی کو اللہ تعالیٰ نے مقامِ مدح میں ''امتِ وَسط'' اور ''خَیرُ الأمم'' سے تعبیر فرمایا ہے، ارشاد ہوا: ''جو امتیں لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہیں، تم ان سب میں بہترین امت (أمتِ وَسط) ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، (ال عمران:110)''، (۲) ''اور اسی طرح ہم نے تمھیں بہترین امت (خَیرُ الأمم) بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہوجاؤ اور یہ رسول تمہارے حق میں گواہ ہوجائیں، (البقرہ:143)''، نیز اللہ تعالیٰ نے دین میں تجاوز سے منع فرمایا: ''اے اہلِ کتاب! تم اپنے دین میں حد سے تجاوز (غُلُوّ) نہ کرو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا اور کچھ نہ کہو، (النسآء:17)''، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری شان میں اُس طرح کی مبالغہ آرائی نہ کرو جیسے نصاریٰ نے مسیح ابن مریم کی شان میں کردی، میں صرف اُس کا بندہ ہوں، پس (میرے بارے میں) یہ کہو: اللہ کا بندہ اور اس کا رسول،

(صحیح البخاری: 3445)''۔''اِطْرَاءٗ'' کے معنی ہیں:''کسی کی مدح میں حد سے تجاوز کرنا یا کسی کی شان بڑھانے کے لیے باطل اور جھوٹی باتیں منسوب کرنا''۔ چنانچہ یہود ونصاریٰ نے بالترتیب حضرت عزیر اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو نبوت ورسالت اور بندگی کے مقام سے اٹھا کر''ابن اللہ'' کہا، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا:''میں اللہ کا بندہ ہوں، اُس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے اور مجھے نبی بنایا ہے، (مریم:30)''۔

دینِ اسلام میں بھی بعض گروہ اِفراط وتفریط کا شکار ہوگئے، بعض نے شانِ الوہیت جلّ وعلا اور شانِ رسالت مآب ﷺ میں اہانت کی، وہ ایمان سے محروم ہوگئے، بعض نے اکثر یا بعض صحابۂ کرام کی طرف کفر ونفاق کی نسبت کی اور اُن پر طعن وتشنیع کو شعار بنایا، وہ رَفض میں مبتلا ہوگئے، بعض نے اہلِ بیتِ اطہار کی شان میں گستاخی کی یا تنقیص کو اپنا شِعار بنایا، وہ ناصبی کہلائے اور بعض نے سب سے ہٹ کر حق وباطل کا ایک الگ معیار قائم کیا اور خروج کی روش اپنائی، وہ خارجی کہلائے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ! اھلُ السّنۃ والجماعۃ اِفراط وتفریط سے پاک ہیں، توسّط واعتدال پر قائم ہیں، اللہ تعالیٰ، انبیائے کرام بالخصوص خَاتم النَّبِیِّیْن ﷺ، اہلِ بیت اطہار، اُمّہات المؤمنین اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان سب کی حرمتوں کے پاسدار ہیں، اہلِ بیتِ اطہار سے محبت، صحابۂ کرام حتیٰ کہ اولیائے کرام وائمۂ دینِ متین کی حرمت کی پاسداری اہلسنّت کا شعار ہے، عصمت خاصّۂ نبوت ہے، غیرِ نبی اللہ تعالیٰ کی نصرت وحفاظت سے گناہوں سے محفوظ رہ سکتا ہے، لیکن وہ معصوم نہیں کہلاتا، امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا:''فائدہ جلیلہ: چار قسم کی باتیں مُسلّمات میں سے ہیں:

(۱) ضروریاتِ دین: جن کا ثبوت قرآن عظیم یا حدیث متواتر یا اجماع قَطْعِیَاتُ الدَّلَالَات وَاضِحَۃُ الْاِفَادَات سے ہوتا ہے، جن میں کسی شبہہ وتاویل کی کوئی گنجائش نہیں، ان کا منکر یا ان میں باطل تاویلات کا مرتکب کافر ہوتا ہے، (۲) ضروریاتِ مذہبِ اہلسنّت وجماعت: ان کا ثبوت بھی دلیل قطعی سے ہوتا ہے، مگر ان کے قطعی الثبوت ہونے میں معمولی سے شبہہ وتاویل کا احتمال رہتا ہے، اسی لیے ان کا منکر کافر نہیں، بلکہ گمراہ، بدمذہب اور بے دین کہلاتا ہے، (۳) ثابتات محکمات: ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنی کافی ہے، جس سے اس درجے کا ظنِ غالب حاصل ہو کہ اس کی جانبِ مخالف مطروح (متروک) و مضمحل (کمزور) قرار پائے اور خاص توجہ کے قابل نہ رہے۔ ان کے ثبوت کے لیے احادیثِ آحاد، صحیح یا حسن کافی ہیں، اسی طرح سوادِ اعظم کے قول اور جمہور علماء کی سند ثَابِتَاتِ مُحْکَمَات کے لیے کافی ہے،

فَاِنَّ یَدَ اللہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ (کیونکہ جماعت کو اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے)۔مندرجہ بالا معیار کے مطابق مسائل کی وضاحت کے بعد ان کا منکر خطاکار و گناہگار قرار پاتا ہے،لیکن اسے بے دین یا بددین یا گمراہ یا کافر یا خارج از اسلام قرار نہیں دیا جائے گا،(۴)ظَنِّیَاتِ مُحْتَمَلَہ:ان کے ثبوت کے لیے ایسی دلیل ظنّی بھی کافی ہے،جس کے بعد جانبِ مخالف کی بھی گنجائش ہو،ان کے منکر کو صرف خطاکار و قصوروار کہا جائے گا،گنہگار،گمراہ اور کافر نہیں کہا جائے گا۔

ان میں سے ہر بات اپنے ہی مرتبے کی دلیل چاہتی ہے،جو فرقِ مراتب نہ کرے،ہر مسئلے کے لیے اعلیٰ درجے کی دلیل مانگے،وہ جاہل،بے وقوف یا مکّار فلسفی ہے:''ہر سخن وقتے،ہر نکتہ مقامے دارد''،(ہر بات کا کوئی محل اور ہر نکتے کا کوئی خاص مقام ہوتا ہے)اور:''گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی''(جو دعوے اور دلیل کے درمیان مناسبت کو ملحوظ نہ رکھے،وہ زندیق ہے)،(فتاویٰ رضویہ،ج:29،ص:385،بتصرف)۔امام اہلسنّت کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ کسی بات کے لیے جس درجے کے عقیدے یا فقہی حیثیت کا دعویٰ ہو،اُسی درجے کی دلیل مانگنی چاہیے۔آسان الفاظ میں ضروریاتِ دین وہ ہیں کہ جو اُن میں سے کسی بات کو ردّ کرے گا،وہ دین سے خارج ہوگا،ضروریاتِ مسلکِ اہلسنّت وجماعت وہ ہیں کہ جو اُن میں سے کسی بات کو ردّ کرے گا،وہ دین سے خارج نہیں ہوگا،البتہ مسلک سے خارج ہوگا''۔ضروریاتِ دین سے ایسے تمام دینی امور مراد ہیں،جن کا ثبوت رسول اللہ ﷺ سے قطعی طور پر تواتر کے ساتھ ثابت ہے اور جن کا دین اسلام میں ہونا ہر خاص وعام کو معلوم ہے اور جن کا حاصل کرنا کسی خاص اہتمام اور تعلیم وتعلّم پر موقوف نہیں رہتا،بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثتاً وہ باتیں معلوم ہوجاتی ہیں جیسے نماز،روزہ،حج اور زکوٰۃ کا فرض ہونا،ایمان مجمل ومفصل،رسول اللہ ﷺ کا خاتم الانبیاء ہونا وغیرہ،جو ایسے فرائض قطعیہ اور محرّماتِ قطعیہ کا منکر ہو،وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے،توحید اسلام کی اساس ہے اور شرک اُس کی ضد ہے،نفاق ایمان کی ضد ہے،یعنی زبانی طور پر تمام ایمانیات اور فرائض وواجبات کا اقرار واعتراف کرے،لیکن دل میں عقیدہ اُس کے برعکس ہو۔فرائض وواجبات کا تارک،نیز محرّمات وکبیرہ گناہوں کا مرتکب فاسق وفاجر ہے۔